يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ
نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ
اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

یہ لوگ تمہارے (سب کے) سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس جاؤ گے،
آپ کہہ دیجئے کہ بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے، بیشک ہم کو اللہ
تمہاری خبریں دے چکا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے پھر
تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے کے پاس واپس کئے جاؤ گے تو وہ تمہیں جتلا دے گا
کہ تم کیا کچھ کرتے رہے تھے۔ (۹/۹۴ * ت: م)

۹۴- وہ منافق جو غزوہ تبوک کو نہیں گئے وہ تو اسّی تھے * یہاں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
مسلمانوں کو ہے * واپسی سے مراد تبوک سے مدینہ مراجعت ہے * آیت بطور معجزہ پیشین گوئی ہے
جو صحیح ثابت ہوئی منافق جھوٹے عذر پیش کرنے کے لئے حاضر ہو گئے * عذر پیش نہ کرو یعنی جھوٹے
عذر نہ بیان کرو ہم تمہاری باتوں کا یقین نہیں کریں گے۔ آخری فقرہ عذر پیش کرنے کی ممانعت
کی علت ہے * اللہ نے ہم کو تمہاری خبروں سے آگاہ کر دیا ہے۔ خبروں سے مراد شرانگیز، فسادی
قلبی خیالات اور خود تراشیدہ جھوٹے عذر * آگے آیت یا (اعتبار طرز کے ساتھ) توبہ کرنے کی
ترغیب اور توبہ کی مہلت دینے کی صراحت ہے * اللہ تمہارے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ پھر وہ
تمہارے کرتوت تم کو بتائے گا یعنی تمہارے اعمال کا عذاب دے گا۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

لغوی اشارے * یَعْتَذِرُوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع اعتذار مصدر (افتعال)
وہ معذرت کریں گے ● رَجَعْتُمْ : تم لوٹے، تم پھرے۔ رجوع سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ق)

معلومات مزید * فرمایا گیا جب تم جہاد سے مراجعت کرو گے تو تمہارے سامنے عذر کرنے والے
معذرت کرتے ہوئے آئیں گے ان سے کہہ دینا کہ ہم ہرگز تمہارے عذر اور باتیں نہیں مانیں گے اللہ تعالیٰ نے تمہارے
حالات سے ہمیں باخبر فرما دیا اب تمہارے آئندہ اعمال دیکھے جائیں گے کہ تم کیسے رہتے ہو پھر تمہیں
ظاہر و پوشیدہ کا علم رکھنے والی ذات کے پاس لوٹایا جائے گا پھر وہ تمہیں تمہارے کاموں سے آگاہ فرمائے
گا یعنی تمہیں اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ط اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز
وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ
تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو وہ تو نرے پلید ہیں اور
ان کا ٹھکانا جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے (ک : ت * 9/95)

95- وہ کہیں گے قسمیں کھا کر کہ واللہ ہمیں جنگ کی حاضری کی طاقت نہیں تھی کہ اگر ہمیں طاقت میسر ہوتی تو ہم جنگ سے غیر حاضر نہ ہوتے۔ جب تم جنگ سے لوٹو گے ان کے ہاں تاکہ تم ان سے درگزر کرو۔ پس ان سے درگزر کرو لیکن اظہار مسرت کے طور پر نہیں بلکہ بطور اجتناب اور اظہار غصہ و رنج کے۔ بے شک وہ منافق بدبودار شے کی طرح ہیں پھر جس طرح بدبودار شے سے اجتناب کیا جاتا ہے ان سے بھی ایسے ہی۔ اس لئے کہ ان میں روحانی نجاست و غلاظت ہے۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان کے برے اعمال کی جزا سو جن کا وہ دنیا میں ارتکاب کرتے تھے۔ (روح البیان)

لغوی اشارے * اِنْقَلَبْتُمْ : تم پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● لِتُعْرِضُوْا : تم روگردانی کرو گے۔ تم بچا جاؤ گے۔ تم منہ پھیر دو گے۔ اِعْرَاضٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● رِجْسٌ : ناپاک، پلید، گندہ، عقوبت، عذاب، بلا، ارجاس جمع (ل ق)

معلومات مزید * جب جہاد سے ان کی طرف آپ کی واپسی ہوگی تو یہ منافق حاضر ہو کر اللہ پاک کی قسمیں کھا کھا کر عذر خواہی کریں گے تاکہ انہیں درگزر کر دیا جائے جب ایسا ہو تو ان سے منہ پھیر لیا کریں کہ وہ ناپاک و پلید ہیں ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہی ہے اور یہ جہنم کا ٹھکانا ان کے لئے اس کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں اعمال بد کیا کرتے تھے

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

تمہارے خوش کرنے کے لئے قسمیں کھائیں گے پھر اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو فاسق قوم سے خوش ہونے کا نہیں۔ (9/96 * ت: ح)

۹۶۔ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ اور ان کے عذر قبول کرلو تو اس سے انہیں کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ تم اگر ان کی قسموں کا اعتبار کر بھی لو تو بے شک اللہ تعالیٰ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کے کفر و نفاق کو جانتا ہے (کنز الایمان)

لغوی اشارے * يَحْلِفُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع حَلَفَ سے (ضرب) وہ قسمیں کھاتے ہیں، وہ قسمیں کھائیں گے ● تَرْضَوْا: تم راضی ہو، تم راضی ہو گئے رَضِیَ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے ● فَاسِق: اسم فاعل واحد مذکر فِسْق اور فُسُوْق مصدر، فَسِق بدکردار، راستی سے نکل جانے والا فُسَّق ہمیشہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا بدچلن مرد، فَسَّاق نافرمان، بدچلن عورت۔ فُسُوْق کا لغوی ترجمہ ہے کھجور کا اپنے چھلکے کے اندر سے باہر نکل آنا (قاموس) اصطلاح شریعت میں فسق کے معنی ہیں حدود شریعت سے نکل جانا، گناہ کرنا یا کفر عموماً عملی گناہ کو فسق کہا جاتا ہے اور ضروریات دین کے انکار کو کفر۔ فاسق کے معنی ہوئے اللہ کی اطاعت سے خارج ہونے والا۔ فٰسِقِيْن: اسم فاعل جمع مذکر حالت نصب و جر۔ فاسق واحد (لغات القرآن)

معلومات مزید * منافقین تمہارے آگے قسمیں کھا رہے ہیں تاکہ تمہیں اپنی قسموں سے راضی کر سکیں۔ یاد رہے اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ تعالیٰ ان سے کبھی راضی نہیں ہوتا جو دائرہ ہدایت سے باہر ہو گئے علاوہ عدول حکمی کا فسق ہی مسئلہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے حال یعنی کفر و نفاق سے خوب واقف ہے اللہ تعالیٰ نافرمان فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اعرابی زیادہ سخت ہیں کفر اور نفاق میں اور حقدار ہیں کہ نہ جانیں وہ احکام جو نازل کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے
(۹/۹۷ ✶ ت: من)

۹۷۔ الاعراب جنگل کے رہنے والے اہل بادیہ عرب کے قبائل جنگلوں میں رہا کرتے تھے بلکہ اب بھی ان کو بدو یا بادوی کہتے ہیں ان قبائل میں بھی دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو شوکت اسلام سے دب کر مسلمانوں کا ساتھ دیتے اور اسلام ظاہر کرتے تھے ..... اور مسلمانوں کے بُرے وقت کا انتظار کرتے تھے ✶ ان کی نسبت فرمایا ہے "اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا" کہ یہ کفر و نفاق میں بڑے اشد ہیں بسبب جنگلی ہونے کے مجالست اور مکالمت اہل علم نصیب نہیں ہوتی کتاب و سنت اور احکام الٰہی سے جاہل ہیں (تفسیر حقانی)

لغوی اشارے ✶ اَعْرَاب: گنوار، بدو۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہے اور اعراب دراصل اس کی جمع ہے جو صحرا نشینوں کا علم قرار پا گیا ہے لیکن مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ اعراب بادیہ نشین عربوں کو کہتے ہیں اس کا واحد نہیں ہے جمع اعاریب آتی ہے۔ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورہ براءۃ میں رقمطراز ہیں کہ اعراب وہ ہیں جو صحراؤں میں سکونت گزیں ہوں۔ اس کے برخلاف لفظ "عرب" کے مفہوم میں وسعت ہے کیونکہ اس کا استعمال ان تمام انسانوں کے لئے عام ہے جو ریگستان عرب کے باشندے ہوں خواہ وہ صحراؤں میں بستے ہوں یا آبادیوں میں رہتے ہوں۔ سیبویہ نے کہا کہ اعراب صیغہ جمع تو ہے مگر لفظ عرب کی جمع کا صیغہ نہیں .....۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید ✶ اہل بادیہ میں جو کافر و منافق تھے وہ کفر میں بھی سخت اور نفاق میں بھی بے حد شدید تھے انہیں نہ شہری لوگوں کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا معاشرت و آداب سے واسطہ تھا اور نہ انہیں علم و حکمت کی باتیں سننے سمجھنے کے مواقع ملتے تھے اس لئے ان کی جہالت میں کوئی شبہ نہیں اس لئے فرمایا کہ زیادہ لائق ہیں اسکے کہ نہ جانیں حدیں اس کی جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر۔ اللہ تعالیٰ علم والا ہے حکمت والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۭ عَلَيْهِمْ
دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اور دیہاتیوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے اسے جرمانہ سمجھتا ہے اور تمہارے
لئے گردشوں کا منتظر رہتا ہے۔ بری گردش خود ان ہی (منافقین ہی) کے لئے ہے اور
اللہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔ (۹/۹۸ * ت: م)

۹۸ - دوائر جمع ہے دائرہ کی۔ اس کا معنی ہے اچھی حالت کا بری حالت سے بدل جانا جسے ہم
"گردش زمانہ" سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ دل پر جبر کرکے کچھ نہ کچھ (مال) دیا کرتے
ہیں لیکن دل ہی دل میں وہ اس بات کے خواہاں ہیں کہ کبھی "گردش زمانہ" مسلمانوں کی بڑھتی
ہوئی قوت کو ختم کرکے رکھ دے اور ہم یہ چندہ دینے سے صاف انکار کردیں۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ "گردش روزگار" تو ان ہی کو پیس کر رکھ دے گی اسلام اور مسلمان تو دن بدن ترقی کرتے جائیں گے (ضیاء القرآن)

لغوی اشارے * اعراب:..... نیشاپوری کا بیان ہے کہ اہل لغت رجل عربی اس شخص کو
کہتے ہیں جس کا نسب عرب کی طرف ثابت ہوتا ہے اور جس طرح مجوس مجوسی کی اور یہود یہودی کی جمع
ہے اسی طرح عرب عربی کی جمع ہے۔ جب کسی اعرابی سے یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے پھولے
نہیں سماتا لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی کہہ دیا جائے تو وہ طیش میں آجاتا ہے ایسا کیوں؟
اس لئے کہ جو عرب کے شہروں میں متوطن ہو وہ عربی ہے اور جو بادیہ نشین ہو وہ اعرابی،
مہاجرین و انصار چونکہ سب کے سب عرب ہیں اس لئے ان کو اعراب کہنا جائز نہیں۔ فتح القدیر (ل ق)

معنویات مزید * اعراب میں بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ جو کچھ خرچ کرتے اور مال دیتے ہیں
اس کو وہ تاوان، تاوان سمجھ کر دیا کرتے ہیں اور وہ اہل حق و سعادت کے لئے دل ہی دل میں
برے وقت کا انتظار کرتے ہیں جب کہ الٹا ان ہی پر برا وقت آپڑے گا۔ اللہ تعالیٰ (سب کچھ)
سماعت فرماتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ
عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ
اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ک : ت ✱ 9/99)

99۔ اہل اعراب کی ایک قسم ممدوح ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اپنے مالوں میں سے) اگر کچھ خرچ کرتے ہیں تو اس کو اللہ کے پاس قربت و نیکی کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے سبب اپنے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے خیر حاصل کریں۔ ہاں یقیناً یہ انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) ان کے لئے قربت خداوندی کا سبب ہوگا اور اللہ پاک ان کو اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لغوی اشارے ✱ يُنْفِقُ : واحد مذکر غائب مضارع مثبت مرفوع۔ اِنْفَاقٌ مصدر (افعال) وہ خرچ کرتا ہے۔ • صَلَوٰتٌ : رحمتیں، شاباشیں، نمازیں، دعائیں، عبادت خانے، صَلٰوۃٌ کی جمع ہے۔ • قُرْبَةٌ : اسم مصدر، مرتبہ کا قرب، خوشنودی، رضا (راغب) مراد خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ۔ • يُدْخِلُهُمْ : وہ ان کو داخل کرے گا (لغات القرآن)

معلومات مزید ✱ ان دیہاتیوں میں سے چند یعنی قبائل اسد، جہینہ، اسلم اور غفار کے لوگ مراد ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے خرچ کئے ہوئے مال کو اللہ تعالیٰ سے قربتوں کا موجب جانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں حاصل کرنے کا ذریعہ تسلیم کرتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ بے شک وہ خرچ ان کے لئے قرب کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور ہے مہربان ہے۔

J064

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

اور مہاجرین و انصار میں سے جو (نیک کاموں میں) پیش قدمی کرنے والے ہیں اور
جو نیکی میں ان کے پیرو ہیں ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے
اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ جن کے تلے نہریں جاری ہیں
ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہا کریں گے یہ ہے بڑی کامیابی۔ (9/100 * ت: ج)

۱۰۰۔ اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں) سب سے آگے اور مقدم ہیں۔ المہاجرین یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے قبیلہ اور قوم کو چھوڑا وطن اور مال کو چھوڑا (اور مکہ سے نکل گئے) مہاجرین سے مراد ہیں قریش مکہ۔ الانصار یعنی وہ مدینہ والے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو اس وقت جب کہ قوم والوں نے آپ کو نکلنے پر مجبور کر دیا تھا اپنے پاس (بہ صد اعزاز و اکرام و محبت) جگہ دی اور نصرت کی * اور (بقیہ امت میں) جنہوں نے خلوص کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ اللہ ان سے راضی ہوا یعنی ان کی اطاعت کو اللہ نے قبول کر لیا اور ان کے اعمال کو پسند فرمایا اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے یعنی جو دینی و اخروی نعمتیں اللہ نے ان کو عطا فرمائیں ان پر وہ راضی ہو گئے۔ اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارات * سٰبِقُوْنَ: آگے پہنچنے والے، آگے بڑھنے والے سَبْقٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع سابق کی جمع • اَلْاَوَّلُوْنَ: پہلے، اگلے اَوَّلٌ کی جمع۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید * مہاجرین اور انصار میں جو مقدم ہیں اور نیکیوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع میں جتنے لوگ ان کے پیرو ہیں ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ سارے کے سارے اس سے یعنی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ اس میں سدا رہیں گے یہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ

اور تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ کے رہنے والے پکے ہو گئے ہیں نفاق میں تم نہیں جانتے ان کو۔ ہم جانتے ہیں انھیں ہم عذاب دیں گے انھیں دو بار پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔ (9/101 [illegible])

101۔ اے مدینہ منورہ کے باشندے مومنو! تمہارے آس پاس جو قبیلے جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع، غفار آباد ہیں ان میں بعض بعض لوگ منافق ہیں ان سے غافل نہ رہنا وہ تو پھر بھی کچھ فاصلے پر آباد ہیں۔ خود مدینہ منورہ کے رہنے والے کچھ لوگ وہ ہیں جو منافقت میں بڑے تجربہ کار ہیں نفاق ان کی رگ رگ میں رچ گیا ہے مگر وہ اپنے کو ایسے چھپائے ہوئے ہیں کہ تم کتنے ہی عقل و ہوش والے ہو مگر ان کی منافقت کو اپنی عقل و دانائی اندازے سے نہیں معلوم کر سکتے انھیں تو ہم ہی جانتے ہیں اس لئے کہ ہم علام الغیوب ہیں ان کو ہم تین زندگیوں میں تین عذاب دیں گے دنیوی زندگی میں انھیں رسوائی ذلت و خواری کا عذاب بعد موت قبر یا برزخ کا عذاب پھر ان دونوں عذابوں کے مرحلے کے بعد آخرت کا سخت تر عذاب کہ انھیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں رکھا جائے گا۔ جہاں سے انھیں کبھی نہ رہائی ملے گی نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (تفسیر [illegible])

لغوی اشارے ★ حَوْلَكُمْ: تمہارے گرد، تمہارے آس پاس۔ حَوْلَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ● مَرَدُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف مُرُوْدٌ مصدر باب نصر سے خالی ہو گئے اور نفاق پر اڑ گئے۔ مُرُوْدٌ کا معنی ہے خالی ہونا، برہنہ ہونا۔ شیاطین بھلائی سے خالی ہیں اس لئے ان کو مارد کہا گیا۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید ★ مدینہ طیبہ کے منافق بنی اوس و خزرج میں سے تھے اور گرد کے قبیلے مزینہ، جہینہ، اشجع، اسلم، غفار میں سے تھے اکثر کا رسمت سے تائب ہو گئے تھے۔ انھیں دگنا عذاب ہوتا کریں کہ جو منافق تھے کافروں سے بڑھ کر تھے۔ دگنے عذاب کی تفسیر میں مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ایک قتل اور قید ہونا اور دوسرا عذاب قبر۔ اور نیز جہنم کا عذاب عظیم کہ جس کی طرف لوٹائے جائیں گے ان دونوں کے علاوہ ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور کچھ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا انہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے (کچھ) بھلے اور کچھ برے توقع ہے کہ اللہ ان پر توجہ کرے۔ بے شک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے (9/102 * ت: م)

١٠٢ - اور اہل مدینہ سے دوسرے بعض وہ ہیں جنہوں نے اقرار کیا اپنے گناہوں کا جو جنگ سے باز رہنے کی وجہ سے ان سے سرزد ہوا لیکن بعد میں نادم ہو کر حضرت کے حضور جھوٹ نہ بولا بلکہ سچ کہہ دیا انہوں نے ملایا عمل صالح یعنی وہ اعمال صالحہ جو اس سے قبل انہوں نے کیے اور جنگوں پر حاضر رہے اور اس جنگ میں نہ جانے پر غلطی کا اعتراف کیا بلکہ اپنی ندامت کی اور ندامت کا اظہار کیا اور دوسرے وہ ہیں جنہوں نے اپنے اعمال کو برائی سے ملایا یعنی اول و آخر میں ہر طرح برائیوں سے ملوث رہے منجملہ ان کے غزوہ تبوک کی غیر حاضری ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے کہ تائب کے گناہوں سے درگزر فرما کر اسے اپنے فضل و احسان سے نوازتا ہے (روح البیان)

لغوی اشارے * اِعْتَرَفُوْا: انہوں نے اقرار کیا۔ وہ قائل ہوئے۔ اِعْتِرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ • خَلَطُوْا: انہوں نے ملایا (ضَرَبَ) خَلْطٌ سے جس کے معنی ملانے اور آمیزش کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ • عَسٰی: عنقریب ہے شتاب ہے۔ ممکن ہے۔ توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ کھٹکا ہے۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید * ان منافقین کے سوا اور دوسرے لوگ جو جہاد سے رک رہے انہوں نے اپنے گناہ و تقصیر کا اعتراف و اقرار کر لیا لیکن یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے دوسرے اعمال صالحہ بھی ہیں اور ان اعمال صالحہ کے ساتھ اپنی بعض تقصیرات جیسے جہاد میں نہ جانا بھی انہوں نے شامل کر لیا لیکن ان کی اس تقصیر کو اللہ پاک نے معاف فرما دیا ہے۔ یہ آیت اگرچہ چند معین اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن سارے مخلص خطاکاروں اور گنہگاروں کا بھی یہی حکم ہے۔

2067

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ ٩/١٠٣

ان کے مالوں کی زکوٰۃ لے لیا کرو کہ اس سے ان کو پاک و صاف کرو۔ اور ان کے لئے دعائے خیر کیا کرو بے شک آپ کی دعا ان کے لئے راحت ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ (۹/۱۰۳ * ت: ج)

۱۰۳۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کر لیا کرو یہ مال زکوٰۃ ان کو پاک اور مزکی بنانے والا تھا۔ اگرچہ بعض اہل علم نے "اموالہم" کی ضمیر ان لوگوں کی طرف راجع کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا تھا اور اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کئے تھے لیکن درحقیقت یہ حکم خاص نہیں بلکہ عام ہے * جب کسی کے پاس سے زکوٰۃ کا مال آتا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسب حکم خداوندی اس کے لئے دعا فرماتے * (اے حبیب!) تمہاری دعا ان کے لئے سکون قلب کا سبب ہے (تفسیر ابن کثیر)

لغویات * صَلِّ: تو دعا دے، تو نماز پڑھ۔ تَصْلِیَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● سَکَنٌ: تسکین، آرام، رحمت، برکت جس سے سکون حاصل ہو، سینے کی ٹھنڈک۔ سُکُوْنٌ سے اسم ہے ● (لغات القرآن)

معلومات مزید * ان کے مالوں سے صدقہ لے وہ بعض گناہوں کا کفارہ ہو (جو مال وہ دے رہے ہیں ۹۹، ۱۰۲ پ) لے لو بعض کے نزدیک صدقہ سے مراد زکوٰۃ ہے۔ (وہ صدقہ) ان کے گناہوں سے ان کو پاک کر دے گا (یا تم ان کو مال صدقہ لے کر گناہوں سے پاک کر دو گے اور پاکیزہ و صاف کر دو گے یعنی ان کی نیکیاں بڑھا دو گے۔ اور ان کے لئے دعا مغفرت کرو بے شک تمہاری دعا ان کے لئے رحمت ہے۔ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

1068

أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ
وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ 9/104

کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے
اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (کنز: آیت ✱ 9/104)

104: کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سچی اور خالص توبہ قبول کرلیتا ہے اپنے مخلص بندوں کی
اور ان کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ صاوی فرماتے ہیں توبہ قبول کرنے کا معنی ہے کہ توبہ پر اپنے بندہ کو
اپنے فضل وکرم سے بدلہ اور ثواب عنایت فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے خود وہ توبہ کرنے والے کفارہ کے
طور پر صدقہ دیں یا دوسرے کے غیر تو اسے بطور صدقہ قبول کرلیتا ہے۔ بیضاوی شریف میں ہے کہ قبول سے مراد یہ ہے کہ
دیکھ ریکھ لیتا ہے ان سے راضی ہو کر لیتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تائب سے تجاوز کرتا ہے یعنی توبہ کا بہ
اثنا ہی مجرم کو اتنا ماتے سے درگزر ہوتا ہے بشرطیکہ بندہ کی طاعات پر التزام رہے۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ✱ تَوْبَة : توبہ کرنا ، گناہ سے باز آنا ، توبہ کی توفیق دینا ، توبہ قبول فرمانا
یہ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں
توبہ کے معنی "گناہ کے بعد بندہ کا نیکی کی طرف پلٹنا" علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں "گناہ کو
باحسن وجوہ چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے یہ معذرت کی سب سے اچھی شکل ہے کیوں کہ معذرت کی
تین صورتیں ہیں۔ یا تو معذرت بیان کرنے والا یوں کہے تا کہ میں نے کیا ہی نہیں یا یہ بیان کرے تا
کہ میں نے اس وجہ سے کیا یا میں نے کیا تو سہی لیکن برا کیا اور میں باز آ گیا۔ اس کے سوا چوتھی صورت نہیں (ل ق)

معلومات مزید ✱ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بندہ پاک کمائی
سے خیرات کرتا ہے اور اللہ صرف پاک (کمائی کی خیرات) کو ہی قبول فرماتا ہے اور آسمان کی طرف پاک
(کلام، عمل، خیرات) کو ہی عروج نصیب ہوتا ہے تو وہ گویا اس خیرات کو اللہ کے ہاتھ میں رکھتا ہے
اللہ اپنے ہاتھ میں اس کو (اس طرح) بڑھاتا ہے جس طرح تم اپنے بچے کو (اس کی پشت پر ہاتھ پھیر
پھیر کر) پرورش کرتے ہو یہاں تک کہ ایک لقمہ قیامت کے دن بڑے پہاڑ کے برابر ہو کر سامنے
آئے گا۔ یہ فرمانے کے بعد حضور ﷺ نے آیت "اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ..." تلاوت فرمائی (رواہ
الشافعی) صحیحین کی روایت بھی اسی روایت کی ہم معنی ہے اس میں اتنا اور ہے کہ جو شخص پاک کمائی سے
ایک چھوارے کے برابر خیرات کرتا ہے اور اللہ پاک کو ہی قبول کرتا ہے تو اللہ اپنے داہنے ہاتھ سے اس کو قبول فرما لیتا ہے

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور فرما دیجئے عمل کرتے رہو پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور (دیکھے گا) اس کا رسول اور مومن اور لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کا پس وہ خبردار کرے گا تمہیں اس سے جو تم کیا کرتے تھے۔ (9/105 * ت: ض)

105 - اور ان سے کہہ دو کہ جو چاہو عمل کرو پس عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور عنقریب تم قیامت کو زندہ ہو کر لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف جو جاننے والا ہے چھپے اور ظاہر باتوں کا پس وہ خبر کر دے گا تم کو جو تم کرتے تھے یعنی وہ اس کا تم کو بدلہ دے گا۔ (تفسیر جلالین)

لغوی اشارے * سَیَرَی: واحد مذکر غائب مضارع معروف رُؤْیَۃٌ سے دیکھ لیتے، دیکھیں گے، جانتے ہیں، دیکھتا ہے، دیکھ رہا ہے، دیکھے ● تُرَدُّوْنَ: تم پھیرے جاؤ گے، تم لوٹائے جاؤ گے رَدٌّ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● غیب: پوشیدہ ہونا، غیر حاضر ہونا، انسان کے علم و احساس سے بالاتر ہونا، وہ چیزیں جو آدمی کی حسی اور عقلی رسائی سے خارج ہیں ● شہادۃ: گواہی، قطعی خبر، ظاہر، کھلا۔ اصل میں تو یہ شَہِدَ یَشْہَدُ کا مصدر ہے لیکن اسم ہو کر بھی استعمال ہوتا ہے شَہَادَاتٌ جمع۔ (لغات القرآن)

مفہومات مزید * احکام خداوندی کی مخالفت کرنے والوں کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے کہ ان کے اعمال اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین پر بھی ان کے اعمال ظاہر کئے جائیں گے۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کا عمل نیک تمہیں پسند خاطر ہو تو کہو کیے جاؤ۔ اللہ تب سے عمل کو دیکھ رہا ہے اور اس کا رسول اور مومنین بھی اس سے واقف ہو رہے ہیں۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۗ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ
اِلَّا الْحُسْنٰى ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۗ لَمَسْجِدٌ
اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۗ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ
اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

اور کچھ اور لوگ (بھی) ہیں (ان کا معاملہ) اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے، خواہ وہ انہیں سزا دے اور خواہ وہ ان کی توبہ قبول کرے، اور اللہ بڑا علم والا ہے بڑا حکمت والا ہے ✶ اور ان میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایک مسجد ضرر پہنچانے کو بنائی ہے اور کفر کی غرض سے اور مومنوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی غرض سے اور اس غرض کے لئے کہ جو اس کے قبل اللہ اور اس کے رسول سے لڑ چکا ہے اسے ایک کمین گاہ مل جائے اور یہ لوگ قسم کھا جائیں گے کہ ہماری غرض بجز بھلائی کے کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ (بالکل) جھوٹے ہیں آپ اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں (البتہ جس) مسجد کی بنیاد تقویٰ پر اول روز سے پڑ چکی ہے وہ (واقعی) اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (نماز پڑھیں) ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے (۹/۱۰۶ تا ۱۰۸ ✶ ت: م)

۱۰۶۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ، عکرمہؒ اور ضحاکؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ تین شخص تھے کہ جن کی توبہ کی قبولیت باقی رہ گئی تھی اور وہ مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ تھے۔ اور غزوہ تبوک میں یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے جنہوں نے جنگ میں شرکت نہیں کی تھی بسبب سستی اور آرام طلبی کے اور اس سبب کہ ان کے باغات میں پھل پکنے کا موسم تھا کاشت تیار کھڑی تھی یہ کچھ باعث از جنگ، شک اور منافقت کی بنا پر نہیں تھی ✶ وہ تحت عفو خداوندی ہیں اگر وہ چاہے تو ان سے انتقام لے اور اگر چاہے تو دے۔ لیکن اللہ کی رحمت تو اس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے اور اللہ تو مستحق عفو کو جانتا ہے اور وہ اپنے افعال و اقوال میں حکیم ہے (ابن کثیر)

۱۰۷۔ یہ آیت ایک جماعت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا کہ یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں حضور نے فرمایا کہ میں ملت حنیفیہ دین ابراہیم لایا ہوں۔ کہنے لگا میں اسی دین پر ہوں

حضورؐ نے فرمایا "نہیں" ۔ اس نے کہا آپ نے اس میں کچھ ملا دیا ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "نہیں میں خالص صاف ملت لایا ہوں" ۔ ابو عامر نے کہا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور بیکس کر کے ہلاک کرے حضورؐ نے فرمایا "آمین" ۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا ۔ روز احد ابو عامر فاسق نے حضورؐ سے کہا جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے مقابلہ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے مقابلہ کروں گا چنانچہ جنگ حنین تک اس کا یہی معمول رہا اور حضورؐ کے ساتھ مصروف جنگ رہا جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامان جنگ ہو سکے قوت و سلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ میں شاہ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سید عالم) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا ۔ یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے آسانی کے لئے بنا دی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے حضورؐ نے فرمایا کہ اب تو میں سفر تبوک کے لئے پا بہ رکاب ہوں واپسی پر اللہ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھوں گا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے چلیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر ڈھا دیں اور جلا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب ملک شام میں بحالت سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا (حاشیہ کنز الایمان)

۱۰۸ ۔ حضرت ابن عمرؓ ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا لَمَسْجِدٌ سے مراد مسجد نبوی ہے یعنی مدینہ والی مسجد ۔ مسجد نبوی کی فضیلت میں وہ حدیث آئی ہے جس کو شیخین نے "صحیحین" میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے ۔ واللہ اعلم بغوی کی روایت میں بجائے گھر کے قبر (القبر) کا لفظ آیا ہے * بعض علماء کا خیال ہے کہ مَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مسجد قبا ہے عطیہ کی روایت میں حضرت ابن عباس کا یہی قول آیا ہے عروہ بن زبیر ، سعید بن جبیر اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبا کی تاسیس کی تھی ۔ ہجرت کر کے جب حضورؐ مدینہ کو آئے تو جتنے دنوں یعنی پیر سے جمعہ تک قبا میں قیام فرمایا اور اس عرصہ میں یہاں نماز پڑھی * اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے ۔ حضرت ابو ہریرہ کا بیان بغوی نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ... اہل قبا کے حق میں نازل ہوئی ۔ (مظہری)

لغوی اشارات ★ مُرْجَوْنَ: اسم مفعول جمع مذکر، مرجیٰ مفرد، اِرْجَاءٌ مصدر، وہ لوگ جن کا معاملہ ٹال دیا جائے، ملتوی کر دیا جائے، پیچھے کر دیا جائے، معلق رکھا جائے ● ضِرَارًا: ستانا، ایذا دینا، تکلیف پہنچانا، ضرر پہنچانا، ضَارَّ يُضَارُّ باب مُفَاعَلَة کا مصدر ہے جس کے معنی ایک دوسرے کو گزند پہنچانے کے ہیں ● اِرْصَادًا: گھات لگانا، بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے، حَارَبَ: اس نے جنگ کی، وہ لڑا۔ مُحَارَبَةٌ سے، جس کے معنی باہم جنگ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● اَبَدًا: ہمیشہ، زمانہ مستقبل غیر محدود ● اُسِّسَ: اس کی بنیاد رکھی گئی، تاسیس سے جس کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب (لغات القرآن)

معلومات مزید ★ مدینہ کے رہنے والے ان لوگوں کا ذکر ہے جو تبوک کے جہاد پر نہیں گئے تھے، کچھ لوگ جن کا فیصلہ خدا کے حکم آنے تک ڈھیل میں پڑا ہوا ہے وہ چاہے تو عذاب دے اس کو مشیت تھا وہ ہر کسی کو عذاب دے یا اختیار ہے اور چاہے تو بغیر توبہ کے معاف کر دے، وہ کبیرہ گناہ ہو تو بھی بغیر توبہ کے معاف کر سکتا ہے کوئی چیز اس پر لازم نہیں ہے لہٰذا امیدواروں کو امید بھی رکھنا چاہیے اور ڈرتے بھی رہنا چاہیے۔

● یہاں ان کاذب، اشرار، منافقین اور اعدائے اسلام کی مذمت بیان ہو رہی ہے یعنی وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کے لیے کفر کرنے کے لیے اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان اور اسے کمین گاہ بنایا ہے اس کے لیے جو لڑ چکا اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اب تک۔ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا۔ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ صاف جھوٹے ہیں۔

● ارشاد ربانی ہوا کہ آپ اس مسجد (مسجد ضرار) میں کبھی بھی جا کر کھڑے نہ ہونا یعنی نماز ادا نہ کرنا البتہ وہ مسجد کہ جس کی پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر بنیاد رکھی گئی تھی یعنی مسجد قبا، ضرور اس لائق ہے کہ آپ وہاں کھڑے ہوں یعنی امامت کریں اس میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک و صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔
حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو کبھی پیادہ یا کبھی سوار ہو کر مسجد قبا کو تشریف لے جاتے تھے نافع (حضرت ابن عمر کے شاگرد) نے اتنا زیادہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ
عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا
أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ
وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

بھلا جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی رضامندی پر رکھے وہ بہتر یا وہ جو اپنی بنیاد نرم ریتیلے گڑھے کے کنارہ پر قائم کرے جو گرنے کو ہو پھر وہ اس کو جہنم کی آگ میں (دھم) لے کر گرے اور اللہ تعالیٰ بے انصاف قوم کو ہدایت نہیں دیتا ✱ وہ بنیاد کہ جس کو انھوں نے قائم کیا تھا ان کے دلوں میں ہمیشہ شک قائم کرتی رہے گی یہاں تک کہ ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے ✱ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کی جان اور مال کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں پس مارتے اور مارے جاتے ہیں اس نے اپنے اوپر سچا وعدہ قائم کر لیا ہے جو توراۃ اور انجیل اور قرآن میں (لکھا ہوا) ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہے سو اس سودے پر جو تم نے کیا ہے خوشیاں مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے ✱ (9/109 تا 111 ✱ ت:2)

109۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے مسجد کی بنیاد تقویٰ اور رضائے الٰہی پر رکھی ہے اور وہ لوگ جنھوں نے مسجد ضرار بنائی اور مومنین میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی اور خدا سے اور خدا کے رسولؐ سے لڑنے کے لئے اس کو جائے پناہ قرار دیا گیا ہے۔ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ان لوگوں نے تو اس مسجد ضرار کی بنیاد گویا ایک گڑھے کے ڈھلتے ہوئے کنارہ پر رکھی جو انھیں جہنم کی آگ میں لے گری اور ظالموں یعنی فساد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں فرماتا ہے یعنی مفسدوں کے عمل کو اصلاح پذیر نہیں بناتا۔ (ابن کثیر)

۱۱۰۔ معلوم ہوا کہ ان کی مسجد (ضرار) کی بنیاد اور تعمیر نہایت کمزور، بالکل ضعیف اور قطعاً ناکارہ ہے
گرنے والے کنارے کی طرح کھوکھلی ہو کر خود بخود منہدم ہو جائے گی۔ ان کی مسجد کی بنیاد رکھنے ان کے دلوں اور
دین میں شک شبہ کا سبب رہی گویا ان کے دل اور دین میں شکستگی تھی۔ مگر یہ کہ کٹ جائیں
ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر۔ ان کے افراد ایسے کھو گئے ہیں کہ اب ان میں نہ کے ادراک اور ایمان میں
اس کا رنج کی اہلیت و صلاحیت نہیں رہی۔ خلاصہ یہ کہ مرتے دم تک دین و اسلام کے
متعلق ان کے دلوں سے شک و شبہ نہیں جائے گا۔ "اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والا ہے" (روح البیان)

۱۱۱۔ راہ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال
لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انھیں جنت عطا فرما کر ان کے جان و مال کا عوض
قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا ہے۔ یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور
ہم سے خریدے اس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی ہے نہ ہماری پیدا کی ہوئی۔ جان ہے تو اسی کی پیدا کی
ہوئی، مال ہے تو اسی کا عطا فرمایا ہوا۔ (حاشیہ کنز الایمان)

لغوی اشارے ★ شَفَا: کنارہ، یہ لفظ ہلاکت سے قریب ہونے کے لئے ضرب المثل ہے
أَشْفَاءٌ جمع ہے • جُرُف: کھائی، اصل میں نالہ یا نہر کا وہ کنارہ جس کو پانی نے بہا کر نیچے
سے کاٹ کر کھوکھلا کر دیا ہو اور وہ گرنے کے قریب ہو جرفۃ کہلاتا ہے جُرُف اس کی جمع ہے •
هَارٍ: اسم فاعل مجرور، هَوْرٌ مادہ۔ گرنے کا قریب۔ قریب السقوط • يَزَالُ: واحد مذکر
غائب مضارع منفی زوالٌ مصدر فعل ناقص ہمیشہ رہتا تھا۔ زوال مصدر۔ جگہ سے
ہٹ جانا اس کے مشتقات باب نصر سے آتے ہیں • رِيبَةً: شبہ، شک، ریب
اسم ہے۔ رِيَبٌ جمع • تَقَطَّعَ: پارہ پارہ ہو جائے، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تَقَطُّعٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب اصل میں تَتَقَطَّعُ تھا ایک تاء حذف ہو گئی •
اِشْتَرَىٰ: اس نے خریدا۔ اِشْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب • أَوْفَىٰ: اس نے
پورا کیا۔ اِیفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب • بَايَعْتُمْ: تمہارا سودا کرنا وغیرہ (لغات القرآن)

معلومات مزید ★ اللہ تعالیٰ کے خوف، رضا مندی یا تقویٰ اور اخلاص اور جذبہ عبدیت
کے ساتھ جو کام کیا جائے اس کے ثبات، استحکام، فیضان و برکت کے متعلق ہرگز
شک نہیں کیا جا سکتا کہ مذکورہ خصائص خود ضمانت خیر و فلاح کے تحفظ و سلامتی بن جاتے ہیں (۵۱)
عمارت (مسجد) جس کی بنیاد تقویٰ وغیرہ چار دیواروں نے مستحکم ارادوں سے رکھی اس کو کوئی خطرہ نہیں اس کا وجود
ہمیشہ مضبوط اور دیرپا قائم رہتا ہے اور کوئی عمارت ایسی تعمیر کی جائے جس کی تعمیر کا مقصد مخالفت حق

دین کو کمزور کرنا، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا، گروہ بندی کو ہوا دینا اور اہل ایمان کو کمزور کرنا ہے۔ اس کی بنیاد ہی کمزور اور بودی ہے کیونکہ ان میں اتنی مجال نہیں کہ چہرہ بہ چہرہ کھڑے ہو سکیں۔ قرطبی لکھتا ہے کہ تقیہ سے مراد صرف اس عمل کو میسر ہوتا ہے جو رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے جو کام ریاکاری اور دکھاوے کے لئے کیا جائے وہ حیلہ ہی سمجھا جاتا ہے۔

- یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے (یعنی مسجد ضرار) ہمیشہ ان کے دلوں کو شک و شبہ سے مضطرب رکھے گی۔ (یہ کانٹا نکلنے والا نہیں) مگر یہ کہ ان کے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ (ترجمان) کیونکہ یہ ان کے نفاق کی ایسی بیماری تھی جو جانے والی نہیں اس لئے ہمیشہ اس کی وجہ سے خوف و ہراس کی حالت میں رہتے تھے۔

- انصار مدینہ نے بیعت عقبہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ گفتگو فرمائیے اپنی ذات اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا چاہیں لے لیجئے۔ رسول اللہ نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کی اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی رغبت دلائی پھر فرمایا "میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جس سے تم اپنے اہل وعیال (جان و مال) کی حفاظت کرتے ہو" (سیرت ابن ہشام ج ۱) انصار نے کہا ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں۔ رحمۃ للعالمین سے ایمان والوں نے پوچھا۔ ایسا کرنے کا ہم کو معاوضہ کیا ملے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت"

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ
قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا كَانَ
اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ
لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝

توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو ✱ نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انھیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں ✱ اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے۔ (۹/۱۱۲تا۱۱۴✱ ت: ک)

۱۱۲۔ اللہ نے جن کی جانیں اور جن کے مال ان صفات جمیلہ کے بدلے میں خرید لئے ہیں وہ تمام گناہوں اور سارے فواحش سے باز رہتے ہیں اور اپنے رب کی عبادت پر قائم ہیں اپنے اقوال اور افعال پر کڑی نظر رکھتے ہیں اقوال میں خاص ترین چیز تو خدا کی حمد ہے اور افعال و اعمال کی رو سے افضل اعمال صیام ہیں صیام کہتے ہیں کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کو اور سیاحت سے مراد یہی روزہ ہے اسی طرح رکوع و سجود سے نماز مراد ہے وہ عبادت کر کے نہ اپنا ہی فائدہ دیکھتے ہیں بلکہ اللہ کے دوسرے بندوں کو بھی ان کی رشد و ہدایت کر کے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہو کر فائدہ پہنچاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کون سا کام کرنا مناسب ہے اور کون سے کاموں کو چھوڑنا ضروری ہے اور علماً و عملاً دونوں طرح حلال حرام کے بارے میں خدا کی حدود کی حفاظت پیش نظر رہتی ہے چنانچہ وہ بذات خود عبادت حق اور خیر خواہی خلق دونوں طرح کی عبادت کے علم بردار ہوتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ مومنین کو خوش خبری دیدو۔ (ابن کثیر)

۱۱۳ - نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اہل ایمان کے لئے لائق نہیں یعنی جو آپ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ بخشش کا مطالبہ کریں ان لوگوں کے لئے جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اگرچہ وہ مشرکین ان کے یعنی اہل ایمان کے قریبی رشتہ دار ہوں اور واضح ہو چکا ہو کہ وہ اہل جحیم یعنی جہنمی ہیں جبکہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا یا ان کے بارے میں ان کی زندگی میں بذریعہ وحی معلوم ہو اگر وہ کافر ہو کر مریں گے۔ (بحوالہ روح البیان)

۱۱۴ - کوئی مسلمان اس سے دلیل نہ پکڑے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ (چچا) آذر کے لئے دعاء مغفرت کی تھی ان کی دعاء مغفرت کرنا اس وجہ سے تھا کہ آپ نے آذر سے مشروط یا غیر مشروط وعدہ فرمالیا تھا کہ میں تیرے لئے دعا کروں گا یعنی اس کے ایمان کی امید تھی پھر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ رب کا دشمن ہے یا اس طرح کہ وہ کفر پر مر گیا یا اس طرح کہ آپ کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا کہ یہ دوزخی ہے گا تو آپ اس سے سخت متنفر ہو گئے پھر کبھی اس کے لئے دعاء مغفرت نہ کی بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دردِ دل آہ وزاری کرنے والے حلیم و بردباری والے تھے اس وجہ سے اگرچہ آذر ان سے سخت کلام کرتا تھا مگر آپ اس کے جواب میں دعائیں دیتے تھے۔ (اشرف التفاسیر)

لغوی اشارے ★ تَآئِبُوْنَ : باز آنے والے، توبہ کرنے والے، تَآئِبٌ کی جمع بحالت رفع تَوْبَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ● عٰبِدُوْنَ : عبادت کرنے والے، بندگی کرنے والے، مطیع عِبَادَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر عَابِدٌ کی جمع بحالت رفع ● حَامِدُوْنَ : تعریف کرنے والے، سراہنے والے، حَمْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر حَامِدٌ کی جمع ● سَآئِحُوْنَ : بے تعلق رہنے والے، یہ شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ ہے، فرماتے ہیں "بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت ہے یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں" (موضح القرآن) سِیَاحَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر سَائِحٌ واحد ● رَاکِعُوْنَ : رکوع کرنے والے، عاجزی کرنے والے، جھکنے والے، رُکُوْعٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع رَاکِعٌ کی جمع ● ساجدون : سجدہ کرنے والے سُجُوْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع سَاجِدٌ واحد ● تَبَیَّنَ : وہ ظاہر ہو گیا وہ کھل گیا، تَبَیُّنٌ سے جس کے معنی ظاہر ہونے اور واضح ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ "واضح رہے کہ بیان کی دو صورتیں ہیں ایک تو خود دلالت حال کے کر صورت سے بیں حالت میں ہیں، دوسرے آزمائش کے ذریعہ کسی کا کھلنا اور واضح ہونا خواہ آزمائش بذریعہ نطق ہو یا کتابۃً یا اشارۃً (لغات القرآن)

معلومات مزید * (شرک سے) توبہ کرنے والے یعنی وہ لوگ جنہوں نے شرک سے توبہ کر لی اور نفاق سے پاک ہو گئے اَلتَّآئِبُوْنَ ہیں جبکہ اَلْعٰبِدُوْنَ (شرک جلی و خفی کو چھوڑ کر فقط اللہ کی) عبادت کرنے والے ۔ اَلْحٰمِدُوْنَ یعنی (ذکر و شکر ہی اللہ کا) تعریف کرنے والے ۔ اَلسَّآئِحُوْنَ روزے رکھنے والے ۔ اَلرّٰکِعُوْنَ اَلسّٰجِدُوْنَ یعنی نماز پڑھنے والے جن ذکر دو لفظوں کے ساتھ فرمایا گیا ۔ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی بھلائی کا حکم دینے والے وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور برے کاموں سے روکنے والے ۔ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ اور اللہ کی حدبندیوں کا پابندی رکھنے والے ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ایمان والوں کو بشارت دیدو یعنی جن لوگوں کے اندر یہ صفات جمع ہوں انہیں خوشخبری دی جائے

- نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ مومنین کو یہ لائق ہے کہ وہ زندہ و مردہ کفار کے لئے مغفرت کی دعائیں خواہ کسی طرح کا قرب ہو خواہ عزیز و رشتہ دار کیوں نہ ہوں جب ان پر یہ واضح ہو جائے کہ وہ کفار دوزخی ہیں یا وہ اسی طرح کفر پر مریں یا ان کے متعلق وحی الٰہی نازل ہو کہ وہ کفر پر مریں گے ۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آذر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے لئے استغفار کریں گے اور اس وقت آپ کا یہی خیال تھا کہ شاید اسے ایمان لانے کی توفیق عطا ہو جائے لیکن جب وہ کفر پر مر گیا تو آپ اس سے بری الذمہ ہو گئے ۔ حضرت ابراہیم بڑے ہی نرم دل اور بردبار تھے ۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ط
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ط
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ
فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور خدا تعالیٰ کا کام نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دیے بعد گمراہ کر دے جب تک ان کو وہ باتیں نہ بتلا دے کہ جن سے وہ بچتے رہیں بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز معلوم ہے ✱ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے (وہی) زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہے اور نہ مددگار ✱ البتہ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ اور مہاجرین اور انصار پر بڑا فضل کیا جنہوں نے تنگ دستی کے وقت نبیؐ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈگمگا ہی چلے تھے پھر اس نے ان پر بھی رحم کیا (کہ ان کو سنبھال لیا) کیوں کہ وہ ان پر نہایت نرم مہربان ہے۔
(۹/۱۱۵ تا ۱۱۷ ✱ ت: ج)

۱۱۵- اسلام کی ہدایت دینے کے بعد اللہ کسی قوم کو گمراہ نہیں قرار دیتا اور نہ ان کا کسی عمل پر مواخذہ کرتا تھا تاوقتیکہ ان کے سامنے کھول کر وہ امور بیان کر دے جن سے ان کا بچنا لازم ہے اور جن کو آئندہ اختیار کرنے کے بعد وہ گمراہ قرار پانے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ کس نے ناواقفیت اور عدم علم کی وجہ سے ایسا کیا اور کس نے سرکشی اور تمرد کے جذبہ کے زیر اثر کیا۔ کون گمراہ قرار دیے جانے کا مستحق ہے اور کون اس کا مستحق نہیں ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (مظہری)
۱۱۶- بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ہی آسمانوں اور زمینوں کی ملک ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں (وہی) مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے یعنی زمین اور اجسام اور قلوب ہر قسم کی حیات و ممات پیدا کرتا ہے۔ در انحالیکہ تم اللہ تعالیٰ کی نصرت سے تجاوز کرنے والے ہو "اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی مددگار" (الربط) جب اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو روکا کہ اپنے قریبی رشتہ دار مشرکین کے لئے استغفار نہ کریں بلکہ ان سے پورے طور پر بیزار ہو جائیں تو وہم پیدا ہوتا ہے کہ کہیں رشتہ دار مشرکین ہماری بیزاری پر ہمیں تکالیف پہنچائیں اور ہم بے سہارا رہ جائیں کہ کاروبار کیسے چلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دلائی کہ اے مسلمانو!

تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جملہ موجودات کا مالک ہے اور تمام امور کا متولی اور تمام کائنات پر
غالب ہے مجھے لوگوں کو فتح ونصرت نصیب ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ [illegible]
یکسوئی سے ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور ماسوی اللہ سے یکلخت منہ موڑ جائیں یہاں تک
(روح البیان)
کہ ہر معاملہ میں ان کا مقصود صرف ذات حق ہو

۱۱۷ - رب ذوالجلال کی رحمتیں نثار ہوں ان نبی مختار، ان کے صحابہ اخیار پر جو مہاجرین یا انصار ہیں جنہوں نے
اپنے محبوب سرکار کا ہر وقت ساتھ نبھایا یعنی غزوہ تبوک میں ان کے ساتھ تھے حالانکہ وقت
بھی تنگی کا، راستہ بھی دور دراز سواریوں کی کمی کھانے پینے کی قلت ان تمام مشکلات کے
باوجود انہوں نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا اس کے باوجود کہ اس موقع پر راستہ میں ایک گروہ
کے دل ڈولنے لگے تھے مگر وہ ثابت قدم رہے حضور کے ساتھ رہے۔ اے لوگو! جس پر اللہ نے ان
سب پر توجہ ڈالی ان پر رحمت نچھاور کر دی کیونکہ وہ تمہارا مہربان ہے کہ تنگی کے دن کی
مصیبتیں دور فرماتا ہے اور رحم والا ہے کہ ان کے کام بناتا ہے اپنی نعمتیں دیتا ہے۔ خیال رہے کہ
یہ ساری نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے ہیں
(اشرف التفاسیر)

لغوی اشارے ★ یُضِلَّ: واحد مذکر غائب مضارع منصوب اِضْلَالٌ مصدر (افعال)
مثبت کہ گمراہ کر دے کہ بھٹکا دے۔ نفی موکد مستقبل ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ ہرگز ایسا
نہیں کرے گا۔ یُضِلُّ۔ واحد مذکر غائب مضارع مرفوع اِضْلَالٌ سے وہ گمراہ کرتا ہے وہ
گمراہ چھوڑتا ہے ● یُحْیِی: واحد مذکر غائب مضارع اِحْیَاءٌ مصدر (افعال) زندگی دیتا ہے
دے گا جان ڈال دیتا ہے یعنی سرسبز کرتا ہے۔ زندگی دیتا ہے۔ زندگی دے گا ● یُمِیْتُ: واحد
مذکر غائب مضارع اِمَاتَۃٌ مصدر (افعال) وہ موت دیتا ہے وہ زندگی سلب کر لیتا ہے وہ موت دے گا ●
وَلِیٌّ: صفت مشبہ مجرد نکرہ۔ محافظ، نگہبان، بچانے والا، مددگار ● تَابَ: اس نے توبہ کی
وہ پھر آیا وہ گناہ سے باز آ گیا وہ متوجہ ہوا اس نے معاف کیا (نَصَرَ) تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ
کے معنی گناہ سے باز آنے کے ہیں ● سَاعَۃٌ: تھوڑا وقت، رات یا دن کا کوئی سا وقت ہو
ساعت کہلاتا ہے اہل عرب اس کا استعمال وقت ہی کے معنی میں کرتے ہیں جیسا کہ ذرا دیر کے لئے ہو
قرآن مجید میں الساعۃ کا لفظ جا بجا کئی معنی میں استعمال ہوا ہے اس سے قیامت مراد ہے ● عُسْرَۃ:
دشواری، مشکل، سختی، تنگی (یُسْر آسانی کی ضد ہے) اس کے معنی سخت اور دشوار ہونے کے ہیں
یہ مصدر ہے اور اسم کا معنی بھی ہے۔ عَسُرَ اور کَرُمَ سے آتا ہے چونکہ تنگ دستی میں بھی تنگی اور سختی ہوتی ہے
اس لئے تنگدستی ہونے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے ● یَزِیْغُ: واحد مذکر غائب مضارع زَیْغٌ (ضرب) پھرنے لگا تھا

(لغات القرآن)

پھر جانے کے قریب ہو گئے تھے

مغفرت مزید * جب کہ مشرکین کے لئے استغفار کی ممانعت تھی اور بہت سے لوگ جو استغفار
کرتے تھے اس ممانعت سے پہلے مر چکے تھے اور جو زندہ تھے ان کو اپنے فعل پر سخت ندامت اور فکر تھا
کہ ہم گمراہ ہو گئے اس کے جواب میں تسلی کے لئے فرمایا ہے۔ وما کان اللہ لیضل ..... الخ کہ اللہ تعالیٰ
کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد ان باتوں کے بیان کئے بغیر ان کو سمجھا جائے گمراہ
کرے (حقانی) چونکہ تم کو استغفار کی ممانعت* اگر اس سے پہلے تم نے ان کے لئے استغفار کی تو اس سے
تم گمراہ اور گناہگار نہیں ہوئے اور ممنوعات کا بیان کرنا اسی کا کام ہے کیونکہ وہ ہر شے سے واقف ہے

* تسلی کا سبب بیان کیا گیا

• بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور بادشاہت حکومت کا اختیار و
اقتدار ہے وہی جلاتا زندگی عطا فرماتا اور مارتا موت دیتا ہے اور اللہ کے سوا نہ کوئی والی
ہے اور نہ مددگار ہے۔

• ساعۃ العسرۃ سے مراد غزوہ تبوک کا وقت ہے ہر جانب مشکلات ، شدید گرما ، دور دراز کا
تمام کٹھن مراحل سفر اور لشکر جرار کا سامان سواریوں کی کمی ، سامان خورد و نوش کی قلت ،
پانی مفقود ، منافقین کی حیلہ سازیاں اور بعض مستقیم مزاج لوگوں کا بھی سوچ بچار[۴۴] اس کے باوجود
اللہ تعالیٰ نے انہیں استقامت کی دولت سے مالا مال کیا وسوسے دور ہوئے اور مخلصین کو
ثابت قدم عطا کیا اور وہ شریک جہاد ہوئے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص اور عنایات بے پایاں ہوئیں

۴۴ - سوچ بچار

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ
تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ
مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا
بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا
مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ
عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور ان تینوں پر بھی (لطف و رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب
تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور جب تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا
انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اسی کی ذات۔ تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بہ کرم
ہوا تاکہ وہ بھی رجوع کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا (اور) ہمیشہ رحم کرنے
والا ہے ★ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ ★
نہیں مناسب تھا مدینہ والوں کے لئے اور جو ان کے ارد گرد دیہاتی رہتے ہیں کہ پیچھے بیٹھ رہتے اللہ
کے رسول پاک سے اور نہ یہ کہ متوجہ ہوتے اپنے نفسوں کی طرف ان سے بے فکر ہو کر۔
یہ اس لئے کہ نہیں پہنچتی انہیں کوئی پیاس اور نہ کوئی تکلیف اور نہ بھوک راہ خدا میں
اور نہ وہ چلتے ہیں کسی چلنے کی جگہ جس سے کافروں کو غصہ آئے اور نہیں حاصل کرتے وہ دشمن
سے کچھ مگر یہ کہ لکھا جاتا ہے ان کے لئے ان (تمام تکلیفوں) کے عوض نیک عمل بے شک
(۹/ ۱۱۸ تا ۱۲۰ ★ ت: ض) اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کا اجر۔

۱۱۸ - یہ تین صاحب کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں یہ سب انصاری تھے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی
اور فرمایا ٹھہرو جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی فیصلہ فرمائے اور مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے
کلام کرنے سے ممانعت فرمائی تھی حتیٰ کہ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا
یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کوئی پہچانتا ہی نہیں اور ان کی کسی سے شناسائی ہی نہیں

اس حال میں انھیں پچاس دن گزر گئے * اور انھیں کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں ایک لمحہ کے لئے انھیں قرار ہوتا
ہر وقت پریشانی اور رنج و غم بےچینی و اضطراب میں مبتلا تھے * اور وہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے تھے
رنج و غم سے نہ کوئی انیس ہے جس سے بات کریں نہ کوئی غمخوار جسے حال دل سنائیں وحشت تنہائی
ہے اور شب و روز کی گریہ و زاری * اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں (کنز الایمان مع حاشیہ)
۱۱۹ - اے ایمان والو! صرف ایمان پر کفایت نہ کرو بلکہ اعمال کی بھی کوشش کرو - درخت کا پھل
وہ کھاتا ہے جو جڑ اور شاخوں دونوں کی حفاظت کرتا ہے - اعمال شرعیہ بہت قسم کے ہیں اور ہر قسم
کے اعمال بہت - ان سب کو ایک لفظ میں ارشاد فرماتے ہیں "اللہ سے ڈرو" تقویٰ اختیار کرو
پھر سمجھ لیں کہ اللہ والوں سے بے نیاز نہ ہو جاؤ - اچھوں کا سنگ اختیار کرو کہ ان سے محبت
رکھو ان کے عقیدے، ان کے اعمال خود وہ حضرات حقانیت کی دلیل ہیں - راستہ
دراز ہے سفر لمبا ہے راہ میں ڈکیتی بہت ہوتی ہے اچھوں سچوں کے ساتھ رہو گے تو تمہارے اعمال
بخیریت تمہارے گھر پہنچیں گے - نیز سچوں کے ساتھ رہنے میں زیادہ تحقیق نہ ہو تو یہ وہ پوری ہو گی (اشرف التفاسیر)
۱۲۰ - غزوہ تبوک میں اہل مدینہ کے جو عرب قبائل شرکت جہاد سے باز رہے تھے اور جو مشقت جناب
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تھی اس میں برابری و اشتراک عمل کے بجائے (حضور سے) آرام طلبی اختیار
کی تھی اللہ پاک ان پر عتاب فرماتا ہے کہ انھوں نے اجر سے اپنے کو محروم کر دیا - انھوں نے
نہ پیاس کی تکلیف اٹھائی نہ رنج و تعب پایا نہ بھوک سے سابقہ پڑا اور نہ اس موقف میں آئے
کہ کافروں کو خوف زدہ کریں اور نہ کافروں پر غلبہ و ظفر کا شرف حاصل کیا - لیکن حضور نے
یہ سختیاں جھیلیں وہ اپنے ارادے اور عمل ذاتی کی بناء پر تھیں فطری اور جبری نہیں تھیں اس لئے
اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا - (ابن کثیر)

لغوی اشارے * خُلِّفُوْا : جو پیچھے چھوڑے گئے - تَخْلِیْفٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے کے ہیں
ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ○ ضَاقَتْ : وہ تنگ ہوئی ضَیْقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد
مونث غائب ○ رَحُبَتْ : وہ کشادہ ہوئی - وہ فراخ ہوئی (کَرُمَ) رُحْبٌ سے جس کے معنی
فراخ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ○ ظَنُّوْا : انھوں نے یقین کیا - انھوں نے جانا
انھوں نے گمان کیا ظَنٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ○ مَلْجَاً : اسم ظرف مکان، پناہ
کی جگہ مصدر، پناہ پکڑنا (فتح و سمع) مَلْجَأٌ بھی مصدر ہے ○ یَرْغَبُوْا : جمع مذکر غائب مضارع
منفی رَغْبَةٌ مصدر (جمع) نہ عزیز سمجھیں ○ ظَمَأٌ : تشنگی، پیاس - یہ اصل میں ظَمِیَ
یَظْمَأُ کا مصدر ہے جس کے معنی پیاس لگنے کے ہیں ○ نَصَبٌ : اسم، تکان، مشقت، کوفت ○

مَخْمَصَةٌ: اسم ۔ ایسی بھوک جس سے پیٹ لگ جائے ۔ مَخْمَصَۃٌ بھوک، نشیبی گڑھا ۔ خامِصُ تیلے
پیٹ والا ۔ خمصان ۔ وہ شخص جس کا پیٹ بھوک کی وجہ سے گڑھا ہو ۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید * خُلِّفُوا سے مراد جن کا معاملہ مؤخر اور ملتوی کر دیا گیا ۔ پچاس
دن بعد ان کی توبہ قبول ہوئی تھی ۔ یہ تین صحابہ تھے کعبؓ بن مالک، مرارہؓ بن ربیع اور ہلالؓ
بن امیہ ۔ قبل ازیں ان اصحاب نے تمام غزوات میں شرکت کی تھی مگر غزوہ تبوک میں
شریک نہیں ہوئے تھے انہیں اس بات کا شدت سے احساس بھی تھا چنانچہ سرکار دو عالم کی
مدینہ غزوہ سے مراجعت کے بعد ان حضرات نے خود کو پیش کر دیا ۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے انتظار
کا حکم دیا اور تب تک مسلمانوں کو ان لوگوں سے معاملات، گفتگو وغیرہ کی ممانعت فرما دی ۔ پچاس
دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی ۔

- اہل ایمان کو پرہیزگاری اختیار کرنے یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اعمال صالح اختیار کرنے سچائی
اور راست بازوں کے ساتھ رہنے کا حکم ہو رہا ہے ۔ سچوں کے راستے پر چلنے کا فرمان یعنی خود
بھی صادقین کی طرح ہو جاؤ ۔ جصاص، مدارک اور کبیر وغیرہ میں اس آیت کے اجماع امت
کے حجت شرعی ہونے پر مستقل دلیل ہونے کی صراحت ہے * نیت، قول اور عمل کے لحاظ سے
جو سچے اور اچھے لوگوں کی صحبت اور ساتھ بھلائی، خیر اور خوبیوں کا باعث ہے

- مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش رہتے ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا
ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جانوں کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز سمجھیں ۔ یہ ساتھ جانے
کی ضرورت اس سبب سے ہے کہ اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے
جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان کے نام اس کی وجہ سے ایک ایک نیک کام
لکھا گیا، یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ۔

وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً وَّلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ
لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا
كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ
لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

اور جو کچھ چھوٹا بڑا خرچ انہوں نے کیا اور جو میدان انہوں نے طے کئے یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ انہیں ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے * اور مومنوں کو نہ چاہیے کہ (آئندہ) سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں ایک حصہ نکل کھڑا ہو تاکہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس آجائیں ڈرائیں عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں * اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے اور جانے رہو کہ اللہ تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (۹/۱۲۱ تا ۱۲۳ * ت: م)

۱۲۱۔ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جیش عسرت کی تیاری کے موقع پر مال کثیر صرف کیا۔ حضرت ابومسعود الانصاریؓ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نکیل پڑی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا یہ اللہ کی راہ میں ہے۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا قیامت کے دن اس کے عوض تجھے سات سو نکیل پڑی اونٹنیاں ملیں گی۔ (مسلم) حضرت زید بن خالد راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے سامان تیار کر کے دیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے بیوی بچوں کی اس کے بعد خبر گیری کی اس نے بھی جہاد کیا۔ (بخاری)۔ (مظہری)

۱۲۲۔ سب مسلمانوں کا حضور اقدسؐ سے جدا رہنا اس میں ان کا نقصان یہ ہے کہ ان کے پیچھے جو آیات قرآنیہ احکام شرعیہ نازل ہوں گے ان سے یہ بے خبر رہیں گے۔ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر قوم میں سے ایک جماعت سفر جہاد میں روانہ ہو باقی لوگ حضورؐ کے پاس رہیں تاکہ حضور اقدسؐ سے دینی نئے مسائل نئی آیات نئے احکام سیکھیں اور سمجھیں پھر جب مجاہدین واپس آویں تو یہ لوگ ان کے پیچھے سیکھے ہوئے مسائل انہیں سکھاتے رہیں ڈرائیں تاکہ ان حضرات کو خوف خدا اور زیادہ ہو۔ (اشرف التفاسیر)

۱۲۳۔ اے ایمان والو! ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی رسالت اور ان کی حقانیت کا اقرار کیا۔ (روح البیان) "یہ حکم جہاد میں خاص ترتیب کا حامل رہا ہے اور اس کے مصالح بالکل ظاہر ہیں چنانچہ سیرت نبوی کے مطالعہ سے واضح ہو کہ حضور اقدس ﷺ نے نیز خلفائے راشدین نے بہ اختیار خود جتنے بھی جہاد کئے یہی ترتیب ملحوظ رکھی۔ فقہاء نے کہا ہے کہ یہ ترتیب یا تو قرب ملک کے لحاظ سے رکھنا چاہیے اور یا بلحاظ شدت کفر کے لحاظ سے مشرکین کے ہوتے ہوئے اہل کتاب کا رخ نہ کریں اس قریب کو چھوڑ کر بعید پر تاخت نہ کریں بجز اس کے کہ کوئی مصلحت خاص اس کی مقتضی ہو۔ سو جہاد و قتال کی بنیاد تقویٰ ہی پر رہنا چاہیے۔ (اور یہ) ہمیشہ دین ہی کی سربلندی کے لئے ہونا چاہیے اور یہاں آکر ایک طرف لفظ متقین لا کر جہاد و قتال میں اخلاص کامل کی تعلیم دے دی اور طمع مال، حصول شہرت وغیرہ کے راستے بند کر دیے تو دوسری طرف ان لوگوں کا علاقہ معیت اللہ تعالیٰ سے جوڑ کر یہ بتلا دیا کہ جس رب قدوس کی بات ہو گئی ہے تمہاری نصرت کے لئے وہ ناصر و حافظ موجود ہے جو سب قوی سے قوی تر ہے (بحوالہ ماجدی)

لغوی اشارے ★ نَفَقَةً: اسم منصوب۔ خرچ۔ یعنی اللہ کی راہ میں ○ یَقْطَعُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع مثبت قَطْعٌ سے وہ کاٹتے ہیں۔ معنی نہیں طے کرتے ہیں، نہیں طے کریں گے ○ وَادِیًا: اسم منصوب نکرہ۔ دو پہاڑوں کے درمیان کا میدان ○ یَنْفِرُوْا: جمع مذکر غائب مضارع معروف نَفْرٌ مصدر (ضرب) کہ نکل جائیں ○ فِرْقَةٍ: واحد، آدمیوں کا گروہ، جماعت، جمع فِرَقٌ ○ طَائِفَةٌ: گروہ، جماعت، بعض لوگ، کچھ لوگ، ایک اور ایک سے زائد سب طائفہ کہلاتا ہے طَوْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث۔ عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ "لغت میں طائفہ کے معنی ہیں کسی شے کا ایک قطعہ یعنی ٹکڑے کے ○ غِلْظَةً: اسم مصدر، سختی، دل کی سختی، قوت، شدت

مفہومات مزید ★ اور جہاد میں نہیں خرچ کرتے تھوڑا سا خرچ جیسے کھجور کا آدھا دانہ اسی طرح صرف) ایک دھاگا یا خشک کھجور کی گٹھلی وغیرہ اور نہ ہی بڑا خرچ جیسے حضرت عثمان ؓ و عبدالرحمٰن بن عوف نے جیش العسرہ میں خرچ کیا۔ اور جب خرچ کریں تو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کا اجر پائیں

- حضرت ابن عباس ؓ نے بتایا کہ آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین کو نہیں چاہیے کہ سب کے سب نبی کریم ﷺ کے پاس چلے جائیں اور نبی اکرم ﷺ کو تنہا چھوڑ دیں اور ایسا کریں نہ ہو کہ ہر جماعت میں سے کچھ لوگ جائیں تاکہ باقی آپ کے پاس رہ کر دین کی جو کچھ سمجھ حاصل کریں اور جب واپس لوٹیں تو اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں آگاہ کریں اور خدا سے ڈرائیں اور جب تک حضور ﷺ سفر کی اجازت نہ دیں نہ جائیں۔
- الاقرب فالاقرب کے اصول پر جہاد کا سلسلہ جاری رہا ○ غلظۃ کا معنی سختی قوت جوش و خروش ہے ○ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوتی ہے

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ
ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ۝ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ
يُفْتَنُونَ فِى كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں سے کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں* اور جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی اور وہ کفر ہی پر مر گئے* کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں۔ (9/124 تا 126 * ت ک)

۱۲۴. جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقوں میں سے کچھ لوگ اپنے بھائی بندوں سے بطور مذاق کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان و یقین میں اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ ایمان والوں کے ایمان کو نازل شدہ سورت بڑھاتی ہے۔ سورت کے اندر جو اعجاز بیان ہوتا ہے اس سے مومنوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور نازل شدہ سورت میں ان کو یقین ہو جاتا ہے اس لئے سابق ایمان کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے (پہلے اسی حصہ میں ان کا ایمان تھا جو نازل ہو چکا تھا پھر سورت جدیدہ پر بھی ان کا ایمان ہو جاتا ہے اور کچھ سورت میں علمی اور اعجازی حصہ ہوتا ہے وہ بھی ان سے حاصل ہو جاتا ہے اس طرح ایمان بڑھ جاتا ہے) اور وہ خوش ہو رہے ہیں کیونکہ سورت کی وجہ سے ان کے علم و کمال میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کے درجات اونچے ہو جاتے ہیں (تفسیر مظہری)

۱۲۵. اس آیت میں منافقین کی حالت زار کا ذکر ہے۔ آیات قرآنی کے نزول سے مسلمانوں کو دو نفع ہیں ایمان میں زیادتی اور بشارت۔ منافقوں کو دو نقصان کفر کی زیادتی اور کفر پر موت یا یہ مطلب ہے کہ آیات نازل ہوتی رہتی ہیں ان کے دل کا انکار بڑھتا رہتا ہے کہ ہر آیت کا انکار کرتے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ یہ فرمان عالی ان منافقوں کے متعلق ہے جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں تھا۔ نفاق پر مرنے والے وہ منافقین تھے جو یہ بکواس کرتے تھے کہ بھلا آیات نے کسی کا ایمان بڑھایا؟* منافقین پر ہر آیت سے دو آفتیں آتی ہیں ایک یہ کہ اولاً تو ان میں پہلے سے ہی پلیدی موجود ہے نزول آیت سے وہ اور زیادہ ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ وہ آیات کا انکار کرکے ان کا مذاق اڑا کر کفر پر ہی مرتے ہیں۔ بارش زمین میں سبزہ اگاتی ہے گندی نالی میں گندگی بڑھاتی ہے۔ بارش تمام زمین کے لئے رحمت ہے گندی نالی کے لئے زحمت (بحوالہ تفسیر نعیمی)

۱۲۶۔ کیا وہ (منافقین) دیکھتے نہیں بے شک وہ ہر سال آزمائے جاتے ہیں ایک یا دو بار * ہر سال میں گنتی مراد نہیں بلکہ کثرت مطلوب ہے کہ ہر سال کبھی مختلف بلیات و امراض اور جنگ وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں ان صورتوں سے یہ مطلوب ہے کہ وہ تائب ہو کے باز آجائیں اور منافقت ترک کر کے پکے مسلمان ہو جائیں * کیا پھر وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (روح البیان)

لغویات سے * زَادَتْهُ: اس نے اس کو زیادہ کیا، اس نے اس کو بڑھا دیا۔ زَادٌ سے زِیَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ● یَسْتَبْشِرُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع اِسْتِبْشَارٌ مصدر۔ خوشی ہو رہی ہے۔ خوش ہوتے ہیں۔ خوش خوش کھلے پڑتے تھے خوش ہو جاتے ہیں ● رِجْسِهِمْ: ان کی نجاست، ان کی گندگی، ان کی پلیدی۔ رِجْسٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ● یَرَوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع معروف۔ اولیٰ یہ ہے۔ منفی: کیا وہ نہیں دیکھتے ہیں، کیا وہ نہیں دیکھتے تھے حکایت حال ماضی وہ نہیں دیکھتے تھے کیا وہ دیکھتے نہ تھے۔ مثبت: وہ دیکھتے تھے ● یُفْتَنُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع مجہول مثبت: فَتْنٌ سے وہ مصیبت میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ منفی: ان کی آزمائش نہیں کی جاتی ہے گی۔ ان کو دکھ دیا جاتا تھا عذاب دیا جاتا تھا ● عَامٍ: برس، سال (لغات القرآن)

مفہومات مزید * منافقین کی شرارت اور حسد و بغض ظاہر ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سورت آیت یا آیات نازل ہوتی تو بطور استہزاء آپس میں ایک دوسرے سے پوچھا کرتے تھے کہ اس سے تم میں کس کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ جو بھی سورت آیت یا آیات نازل ہوتی ہے تو اس سے اہل ایمان کے ایمان میں یا یقین میں ضرور اضافہ ہوتا ہے اور وہ اس پر خوشیاں مناتے ہیں

● وہ لوگ جن کے دلوں میں ضعف اعتقاد ہے اس صورت نے ان کے کفر قدیم پر اور کفر زیادہ کر دیا یہاں تک کہ وہ اس کے منکر ہو کے دوسرے وہ اس حال میں مرے کہ کافر ہیں

● کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک یا دو بار کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے یعنی طرح طرح کے امراض اور مصائب بھیج کر ان کی آزمائش کی جاتی ہے۔ پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں * اکثر و بیشتر جہاد کے مواقع پر یا کوئی خاص واقعہ وغیرہ کے وقت پر منافقین خود کو چھپا نہ سکتے تھے صاف ظاہر اور معلوم ہو جایا کرتا تھا اہل ایمان کو سعادت جہاد اور شہادت بڑی پسندیدہ تھی اس لئے وہ ذوق و شوق سے جہاد میں شرکت کرتے اور شہادت کی آرزو و دعا کیا کرتے جب کہ منافقین کو زندگی اور جان کی حفاظت عزیز تھی۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ڶ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو تکتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر الٹے پھر چل دیتے ہیں۔ (رسول اللہؐ کی مجلس سے کیا پھرے) اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ہی کو پھیر دیا کیونکہ یہ نادان قوم ہے ☆ (لوگو!) بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئے کہ جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے وہ مسلمانوں پر نہایت شفیق (اور) مہربان ہیں ☆ پھر اگر اس پر بھی یہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ (۹/۱۲۷ تا ۱۲۹ ☆ ت: ج)

۱۲۷۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے کہ جب کوئی سورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں تھا پھر وہ حق سے روگرداں ہو جاتے ہیں دنیا میں ان منافقین کا یہ حال ہے کہ نہ حق بات کے سامنے آتے ہیں اور نہ اس کو سمجھتے ہیں ☆ (یہ لوگ مجلس نبویؐ سے کیا پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہیں) (ابن کثیر)

۱۲۸۔ کُم کی ضمیر کا مرجع بعض نے اہل العرب کو قرار دیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جو علامہ قرطبیؒ نے زجاج سے نقل کیا ہے "سارے جہاں کو خطاب ہے" کیونکہ حضورؐ سب انسانوں کے رسول بن کر تشریف لائے ہیں رسول میں تنوین تعظیم کی ہے۔ عنت کہتے ہیں مشقت و شدت کو۔ یہاں ما یا تو مصدریہ ہے یا موصولہ یعنی ہر وہ چیز جس سے اے اولاد آدم! تمہیں تکلیف پہنچی ہو وہ حضورؐ کے قلب رحیم پر بھی گراں گزرتی ہے اور ہر وہ چیز جس سے تمہارا بھلا ہو اس کے حضورؐ بہت خواہش مند ہیں ☆ جب سارے نوع انسانی کے ساتھ حضور نبی اکرمؐ کا یہ رشتہ ہے تو اپنے غلاموں پر آپ کا سحاب جود و کرم کس طرح برستا ہوگا اس کا اظہار ان کلمات سے فرمایا۔ رؤف یعنی بے حد مہربانی اور شفقت فرمانے والا۔ حسین بن فضیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمایا۔ عبدالعزیز بن یحییٰ فرماتے ہیں عزیز علیہ الخ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمہاری فلاح و بہبود کے سوا کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی (ضیاء القرآن)

۱۲۹۔ اس میں حضور علیہ السلام کو تسلی دی جا رہی ہے کہ (اے محبوب!) اگر وہ آپ پر ایمان لانے سے گریز کرتے اور آپ کی نصیحت قبول نہیں کرتے اور نہ ہی آپ کی کوئی بات مانتے ہیں تو آپ فرما دیں مجھے میرا اللہ کریم کافی ہے مجھے تمہاری تمام تکالیف دہی سے وہی بچائے گا اور میری صرف وہی مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا کہ اس کے سوا مجھے کسی سے امید ہے اور نہ ہی مجھے اس کے سوا کسی کا ڈر ہے وہی تو ہے عرش کا رب ہے۔ عرش سے بہت بڑا ملک مراد ہے یا وہی عرش مراد ہے جو دعاؤں کا قبلہ فرشتوں کا مرکز ہے جس کے گرد وہ طواف کرتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا کہ وہ بہت بڑے عرش کا مالک و محافظ ہے۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ✱ سُوْرَۃٌ: سورت۔ علامہ زمخشری کشاف میں رقمطراز ہیں "سورۃ، قرآن کے متعین حصہ کا نام ہے جو کم از کم تین آیت کا ہے اور اس کا واو اگر اصلی ہے تو یا سورۃ المدینہ پر موسوم ہے جس کے معنی شہر کی چار دیواری کے ہیں کیونکہ یہ بھی قرآن کا ایک محدود ٹکڑا ہے جو مستقل طور پر احاطہ کیے ہوئے ہے جیسے وہ شہر کہ جس کے گرد فصیل کھینچی ہوئی ہے۔ اور یا اس لئے کہ فنون علمیہ اور انواع اقسام کے فوائد پر حاوی ہے جس طرح کہ شہر پناہ اپنے اندرون کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ ✱ اور یا اس سورۃ سے موسوم ہے جس کے معنی رتبہ کے ہیں وغیرہ ○ صَرَفَ: اس نے پھیر دیا، اس نے دور رکھا، اس نے دفع کیا۔ صَرْفٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ○ عَنِتُّمْ: تم کو مشقت پہنچی، تم کو ایذا پہنچی۔ عَنَتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ○ رَءُوْفٌ: مہربان، شفقت کرنے والا۔ رَاْفَۃٌ سے بروزن فَعُوْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ۔ (لغات القرآن)

مفہومات مزید ✱ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اس میں ان کا حال بیان ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان میں بعض بعض کی طرف دیکھتے ہیں بھاگنے کے ارادہ سے آپس میں کہتے ہیں کہ اگر تم اٹھ جاؤ تو کوئی دیکھتا تو نہیں پس اگر کوئی ان کو نہ دیکھتا تو اٹھ کھڑے ہوتے ورنہ بیٹھے رہتے پھر وہ منافقین پھر گئے پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایمان اور ہدایت سے اس سبب سے کہ وہ گروہ بے سمجھ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔

● تحقیق کہ تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قریشی جن کے حسب نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت، زہد و تقویٰ، طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو حضرت صدر الافاضل *** اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے ✱ اس آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے بہت زیادہ چاہنے والے مومنین پر نہایت شفقت فرمانے والے اور بہت مہربان۔

*** حاشیہ کنز الایمان پر رقمطراز ہیں کہ

● سورہ توبہ کا خاتمہ کس قدر جمال و رافت کا آئینہ بن رہا ہے فرمایا کہ پھر اگر وہ تمام لوگ یعنی منافقین وغیرہ [illegible] حق سے منہ موڑ لیں تو اے حبیب آپ فرما دیجئے کہ مجھے تمہاری پرواہ نہیں ہے کیونکہ میرا اللہ رحمٰن و رحیم کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے توکل کر لیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔